تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

کفّارات اور درجات کیا ہیں؟

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغۡوِ فِیۡۤ اَیۡمَانِکُمۡ وَلٰکِنۡ یُّؤَاخِذُکُمۡ بِمَا عَقَّدۡتُّمُ الۡاَیۡمَانَ ۚ فَکَفَّارَتُہٗۤ اِطۡعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیۡنَ مِنۡ اَوۡسَطِ مَا تُطۡعِمُوۡنَ اَہۡلِیۡکُمۡ اَوۡ کِسۡوَتُہُمۡ اَوۡ تَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ ؕ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِکَ کَفَّارَۃُ اَیۡمَانِکُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ ؕ وَاحۡفَظُوۡۤا اَیۡمَانَکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ (المائدہ:90)

یعنی اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن وہ تمہیں ان پر پکڑے گا جو تم نے قسمیں کھا کر وعدے کئے ہیں۔ پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اوسطاً تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے۔ اور جو اس کی توفیق نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھنے ہوں گے)۔ یہ تمہارے عہد کا کفارہ ہے جب تم حلف اٹھا لو۔ اور (جہاں تک بس چلے) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں
بت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

(درثمین)

معزز سامعین! دو روز سے مشاہدات کے پلیٹ فارم سے اسلام میں کفّارہ کی حقیقت پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اس دوران مجھے میرا ایک پُرانا آرٹیکل یاد آ گیا جسے اضافہ جات کے ساتھ بطور تقریر نمبر 3 پیشِ خدمت ہے۔

ایک دفعہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں بہت تاخیر سے تشریف لائے حتیٰ کہ سورج نکلنے والا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر نماز پڑھا کر مقتدیوں سے مخاطب ہو کر اپنے تاخیر سے آنے کی وجہ بتلاتے ہوئے فرمایا کہ۔

مَیں رات جب نماز تہجد کے لئے اٹھا تو حسب توفیق نماز پڑھی اور نماز تہجد میں مجھے اونگھ آ گئی۔ مَیں نے اُس دوران اپنے ربّ جلّ شانہ کو نہایت خوبصورت شکل میں دیکھا۔ اللہ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے محمد! تجھے معلوم ہے کہ فرشتے اس وقت کس بارہ میں بحث کر رہے ہیں؟ مَیں نے کہا مجھے کچھ علم نہیں۔ دوسری دفعہ اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر مَیں نے پھر لاعلمی کا اظہار کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے کندھے پر رکھی یہاں تک کہ مَیں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور ہر چیز میرے پر روشن ہو گئی۔

تب اللہ تعالیٰ نے یہی سوال تیسری بار دہرایا کہ فرشتے کس بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ مَیں نے کہا ”کفّارات“ کے بارہ میں۔ اللہ نے فرمایا۔ اے محمد! کفّارات کیا ہیں؟ (یعنی وہ چیزیں جن سے گناہ دور ہوتے ہیں) مَیں نے کہا۔

1. نماز باجماعت کے لئے چل کر مسجد جانا
2. نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرنا
3. اور ناپسندیدگی کے باوجود مکمل وضو کرنا

پھر اللہ تعالیٰ نے ”درجات“ کے متعلق مجھ سے پوچھا۔ مَیں نے کہا

1. کھانا کھلانا
2. نرم کلام کرنا
3. نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں

تب اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ اے محمد! اب مانگو جو مانگتے ہو۔ تب مَیں نے یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 243)

ترجمہ۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے نیک کام کرنے اور بُری باتیں چھوڑنے کی توفیق چاہتا ہوں۔ مجھے مساکین کی محبت عطا کر اور مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور جب تو قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر فتنہ میں ڈالے موت دے دینا۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے تیری محبت چاہتا ہوں اور اُس کی محبت جس سے تو محبت کرتا ہے اور ایسے عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ آمین

1۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ دعا برحق ہے اسے خود بھی یاد کرو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔

2۔ یہ دُعا قدرے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ترمذی کتاب الدعوات میں بھی درج ہے۔

مندرج نیکیوں کی اہمیت وافادیت

سامعین! جہاں تک کفّارات اور درجات کے تحت نیکیوں اور اعمال صالح کی اسلامی تعلیم کے مطابق اہمیت، افادیت اور برکات کا تعلق ہے۔ ان مندرج بالا چھ امور میں سے تین کا تعلق عبادت یعنی نماز کی ادائیگی اور ایک کا تعلق عبادت کی تیاری سے ہے۔ جسے وضو کہا جاتا ہے۔ گویا چار حقوق اللہ میں سے ہیں اور دو حقوق العباد میں سے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو گناہ مٹانے اور درجات بلند ہونے کا گُر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ (سردی وغیرہ کی وجہ سے) دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا، مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا ایک قسم کا رباط یعنی سرحدوں پر چھاؤنی قائم کرنا ہے۔

(مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل اسباغ الوضوء)

پھر متعدّد بار فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرنے سے تمام گناہ جسم سے یہاں تک کہ ناخنوں کے اندر سے بھی نکل جاتے ہیں اور مؤمن گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے۔

(مسلم کتاب الطھارۃ باب خروج الخطایا)

اسلام مسلمانوں کو کامل وضو کرنے اور اسے خوبصورتی کے ساتھ انجام دینے کی تعلیم دیتا ہے اور اس عمل کو ایسی عظیم عبادت قرار دیتا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے، لغزشوں کو معاف فرما دیتا ہے اور بندے کے درجات کو جنت میں بلند کرتا ہے۔ خصوصاً جب سرد موسم میں ٹھنڈا پانی جسم کو چھوتا ہے، یا جب کسی عضو میں تکلیف کے باوجود بندہ وضو کا اہتمام کرتا ہے۔ اُس کے اِس عمل کا انداز اس بات سے ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ کی راہ میں پہرہ دینے (رباط) کے عمل سے تشبیہ دی، جو عبادات میں سب سے اعلیٰ اور مقرّب ترین عمل ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ۔ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: کیا مَیں تم لوگوں کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا اور درجات بلند کرتا ہے، وہ ہے: ناگواری کے باوجود کامل وضو کرنا، زیادہ قدم چل کر مسجد جانا، اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے (یعنی: سرحد کی حفاظت ونگہبانی ہے)

(مسلم)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
”سرحدوں پر چھاؤنیاں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے ملک کی حفاظت کے لئے۔ اس لئے تا کہ دشمن کے حملے سے محفوظ رہا جائے اور حملے کی صورت میں فوراً مقابلے کے لئے تیار ہوا جاسکے۔
پس ایک مؤمن کو سب سے بڑا خطرہ جس سے بچنے کے لئے اس کو ضرورت ہے، جس کے بچنے کے لئے چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ خطرہ شیطان کا ہے۔ دنیاوی خواہشات کا خطرہ ہے جو شیطان دل میں پیدا کرتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے شیطان حملہ کرتا ہے۔ پس ان سے بچنے کے لئے نماز باجماعت کی چھاؤنی ہے۔ یہی محافظوں کا دستہ ہے جو شیطان کے حملوں سے بچائے گا۔ گناہوں سے انسان بچے گا اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔“

(خطبہ جمعہ 20/ جنوری 2017ء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:
”قیامت کے روز میرے اُمتی اعضائے وضو کی چمک کے باعث سفید چہرے اور سفید ٹانگوں والے (پنج کلیان) کہہ کر بلائے جائیں گے۔ جو تم میں سے اپنی چمک کو بڑھانے کی طاقت رکھتا ہے اسے بڑھانی چاہیے۔“
جہاں تک مسجد کی طرف پیدل چل کر آنے کا تعلق ہے تو اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ مسجد کی طرف ایک قدم اُٹھانے سے ایک نیکی اس کے حق میں لکھی جاتی ہے اور اگلا قدم اُٹھانے سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوضو)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر یہ کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے (خاص مقرّب) بندے اور اس کے رسول ہیں) اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء)

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ وضو کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
” نماز پڑھنے سے پہلے اپنی جسمانی صفائی کا خیال رکھا جائے اور سستی اور کسل کو دور کیا جائے۔ اس لئے ہمیں حکم ہے کہ وضو کرکے نماز پڑھیں۔ جن گھروں میں نماز کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی ان کے بچوں میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ صرف بچپنے میں ہی نہیں بلکہ بڑے ہو کر بھی، جوانی میں بھی اور اس کے بعد بھی، کہ ایک تو نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور اگر کبھی کسی دوست کے ساتھ یا ویسے ہی مسجد میں آ گئے تو بغیر اس بات کا خیال رکھے کہ وضو قائم ہے یا نہیں، اگر نماز کھڑی دیکھیں گے تو اس کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ظاہری اور باطنی صفائی کے لئے وضو ضروری ہے۔ اور یہ نماز سنوار کر پڑھنے کی پہلی شرط ہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر اس بارے میں ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدة:7) کہ اے مؤمنو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ بھی اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ بھی دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں بھی دھو لیا کرو۔ تو اس حکم سے واضح ہو گیا کہ اگر پانی کی موجودگی ہے، اسلام اتنا سخت مذہب بھی نہیں، یہ وضو کی ساری شرط پانی کی موجودگی کے ساتھ ہے۔ تو وضو کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جہاں یہ صفائی کے لئے ضروری ہے وہاں نماز میں توجہ قائم کرنے کے لئے پوری طرح ہوشیار کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اور وضو کرنے کے اہتمام سے نماز سے پہلے ہی یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ مَیں اللہ کے حضور جانے لگا ہوں اور دنیاداری کو جھٹک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ یا اس طرح پاک ہو کر حاضر ہونے کی کوشش کرنی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 14/ اپریل 2006ء)

سامعین! مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا بھی ثواب کے زُمرہ میں آتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان اور اقامہ کے دوران دعا ردّ نہیں ہوتی۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ ان العداء لا یرد بین الاذان والاقامة)

بعض لوگوں کو اگر امام کے انتظار میں کچھ دیر بیٹھنا پڑے تو بڑبڑانا شروع کر دیتے ہیں، بار بار گھڑیاں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک شخص اس وقت تک نماز میں مشغول شمار ہوتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں ہوتا ہے اور تم میں سے ہر شخص کے لئے فرشتے یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! تو اسے بخش دے۔ اے اللہ! تو اس پر رحم فرما۔ جب تک وہ مسجد میں ہو۔

(ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی القعود فی المسجد...)

اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ باجماعت نماز کے لیے وقت سے پہلے مسجد پہنچیں اور وہاں نوافل ادا کریں اور خاموشی سے بیٹھ کر تلاوت قرآن کریم یا اذکار کریں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستورِ مبارک تھا کہ نماز کے اختتام پر آپ تسبیحات کیا کرتے تھے۔ بالخصوص سبحان اللہ 33 بار، الحمدللہ 33 بار، اللہ اکبر 34 بار۔

(مسلم باب المشی الی الصلوٰۃ)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی نماز باجماعت کی ادائیگی کے بعد بہت اہتمام کے ساتھ سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں تسبیحات مکمل فرماتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اس سنّت کو اپنانا چاہیے۔

ایک دفعہ غریب صحابہ کو یہ نسخہ کیمیا بتاتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کرنے سے آپ کو بھی امیر صحابہ جیسے افعال کا ثواب ملے گا۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التحباب الذکر)

حقوق اللہ میں سے آخری امر ایسے نوافل کی ادائیگی ہے جو ایسے وقت میں ہو جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔ یہ نماز خدا کو بہت محبوب ہے جب انسان اپنی نیند کو انفاق فی سبیل اللہ میں صرف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نماز کا اپنی پیاری کتاب میں دو بار ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نماز کی ادائیگی سے قریب ہے کہ اللہ تہجد ادا کرنے والوں کو "مقامِ محمود" تک پہنچادے گا جو جنّت کا بلند ترین مقام ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ گیارہ رکعت (بشمول تین وتر) نماز تہجد خشوع و خضوع سے ادا فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب الضجع علی الشق الایمن)

تہجد اور بروقت نمازیں ادا کرنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس زندگی کے کُل انفاس اگر دنیاوی کاموں میں گزر گئے تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا؟ تہجد میں خاص کر اُٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بہ باعث ملازمت کے ابتلا آجاتا ہے۔ رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ ظہر و عصر کبھی کبھی جمع ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضعیف لوگ ہوں گے اس لئے یہ گنجائش رکھ دی۔ مگر یہ گنجائش تین نمازوں کے جمع کرنے میں نہیں ہو سکتی۔ جبکہ ملازمت میں اور دوسرے کئی امور میں لوگ سزا پاتے ہیں (اور موردِ عتابِ حُکّام ہوتے ہیں) تو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف اٹھاویں تو کیا خوب ہے"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 6۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اپنے گھروں میں نماز (نوافل) ادا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے۔ جماعت کے ساتھ فرضوں کے سوا باقی نماز گھر میں پڑھنا بہترین نماز ہے۔

(مسند دارمی فی کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ التطوع فی ای موضع افضل)

حدیثِ قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نوافل کے ذریعہ میرا بندہ میرے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ مَیں اُسے اپنا دوست بنالیتا ہوں۔ مَیں اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور چلتا ہے یعنی مَیں اس کا کفیل و کارساز ہو جاتا ہوں۔ وہ جو مانگتا ہے مَیں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو مَیں پناہ دیتا ہوں۔

(بخاری کتاب الرقاق)

سعدی نے کیا خوب کہا ہے کہ

کلید در دوزخ است نماز
کہ در چشم مردم گزاری دراز

کہ وہ نماز جو تو لوگوں کو دکھانے کے لیے لمبی کرتا ہے وہ نماز دوزخ کے دروازہ کی چابی ہے۔

حقوق العباد

مندرجہ بالا چھ امور میں سے دو کا تعلق حقوق العباد سے ہے جو "درجات" کہلاتے ہیں۔ یعنی کھانا کھلانا اور نرم کلام کرنا۔ یہاں تک کھانا کھلانے کا تعلق ہے تو اس کا ذکر قرآن میں بھی ملتا ہے کہ یتیموں، مسکینوں اور غرباء کو کھانا کھلانا مؤمنوں اور متقیوں کا خاصا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی اچھا کھانا کھا رہا ہے تو وہ اس کا کچھ حصہ اپنے پاس بیٹھے غریبوں اور کام کرنے والوں کو بھی دے دیا کرے۔ بلکہ اپنے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَآءِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآءِکُمْ

(ترمذی ابواب الجہاد)

کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو۔

یہ حقیقت ہے کہ کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے تم خدا کی مدد پاتے ہو اور اس کے حضور سے رزق کے مستحق بنتے ہو۔

ایک موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ

کہ تمام مخلوق اللہ کا کُنبہ ہے۔ اللہ کو ان میں سے وہ پسند ہے جو اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرتا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمن مرحوم صفحہ 573)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جانوروں سے بھی حسن سلوک کرنے اور ان کو کھانا کھلانے کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کی مخلوق میں سے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" حقیقی نیکی کرنے والوں کی یہ خصلت ہے کہ وہ محض خدا کی محبت کے لئے وہ کھانے جو آپ پسند کرتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ یہ کام صرف اس بات کے لئے کرتے ہیں کہ خدا ہم سے راضی ہو اور اس کے منہ کے لئے یہ خدمت ہے۔ ہم تم سے نہ تو کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارا شکر کرتے پھرو۔"

(روحانی خزائن جلد 10 اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 357)

چونکہ اس عنوان کے تحت "درجات" کی بات ہو رہی ہے تو ایک حدیث اور بتا دیتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بے انتہا درجات بلند کر دیتا ہے اور بسا اوقات لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے جہنم رسید کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت رہنمائی اور ہدایت کی توفیق مانگنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ بھلی اور نیک بات ہی مُنہ سے نکلوائے۔

(بخاری کتاب الرقاق)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (بنی اسرائیل:54)

یعنی اور تُو میرے بندوں سے کہہ دے کہ ایسی بات کیا کریں جو سب سے اچھی ہو۔ یقیناً شیطان اُن کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ شیطان بے شک انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

انسان کی تمام بُرائیاں اور اچھائیاں زبان سے تعلق رکھتی ہیں۔ جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا ویسے ہی مُنہ سے نکلا ہوا کوئی لفظ واپس نہیں آتا۔ اس لئے پہلے تولو پھر بولو۔ اچھی اور بھلی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت نرم گفتار تھے۔ آپؐ کے کلام سے کبھی کسی کا دل نہ دُکھتا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء میں خطبہ جمعہ میں کارکنان کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے ایک مؤمن جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے، اس کی تین نشانیاں بتائی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ عمدہ اخلاق کے حامل بن کر ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالو۔ کسی کے لئے کسی قسم کی دل آزاری کی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے۔ کیونکہ بد اخلاقی ہمارے ایمان کو بھی داغدار کر دیتی ہے۔ پس یا تو تم اچھی بات کہو یا خاموش رہو۔ اس سے جہاں تم خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنو گے اور ایمان کی مضبوطی حاصل کرنے والے بنو گے وہاں معاشرے کے امن کی ضمانت بھی بن جاؤ گے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تم میں بڑا وہ ہے جو غریب کی بات تحمّل سے سنے۔''

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے اور جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزّت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔''

(ملفوظات جلد اوّل آن لائن ایڈیشن صفحہ 31)

پس آج ہم اپنے معاشرے کو بُرائیوں اور بدیوں سے پاک بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسی راہ اپنانی ہوگی جس کی نشاندہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح اس طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'' پس اگر ہم نے اپنی اصلاح کرنی ہے تو ہمیشہ یہ بات سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہر نیکی کو اختیار کرنے اور ہر بدی سے بچنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ ہماری خود ساختہ تعریفیں ہمیں نیکیوں پر قدم مارنے والا اور بدیوں سے روکنے والا نہیں بنائیں گی۔ اگر خود ہی تعریفیں کرنے لگ جائیں اور کچھ بدیاں چھوڑیں اور کچھ نہ چھوڑیں اور کچھ نیکیاں اختیار کریں اور کچھ نہ اختیار کریں تو بسا اوقات انسان اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیتا ہے۔ چھوٹی نظر آنے والی نیکیاں عدمِ توجہ کی وجہ سے نیکیوں سے بھی محروم کر دیتی ہیں اور اکثر معمولی نظر آنے والی بدیاں روحانیت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے طہارت اور پاکیزگی کے انعام سے انسان محروم رہ جاتا ہے۔ پھر بعض بدیوں کو چھوٹا سمجھنے کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بدی کا بیج قائم رہتا ہے جو مناسب موقع اور وقت کی تلاش میں رہتا ہے اور موقع پاتے ہی باہر آ جاتا ہے۔ پس بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی ایک بدی یا بدیوں کا خاتمہ تبھی ہو سکتا ہے جب سب مل کر بھرپور کوشش کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ دسمبر 2013ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں کفّارات اور درجات میں درج حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

(یہ خاکسار کی ایک تحریر تھی جو بطور اداریہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی زینت بنی۔ آج اس میں اضافے کر کے اور تقریر کا رنگ دے کر مشاہدات کے پلیٹ فارم سے شائع کی جارہی ہے۔ یہ مفید اضافہ جات مکرمہ عائشہ چوہدری آف جرمنی کی مرہونِ منّت ہیں۔ فجزاھا اللہ تعالیٰ)

✿✿✿✿